ہندوستان اور مسلم مما لک کی مزید قربت ضروری کیوں؟

ڈاکٹر محمد منظور عالم *

ہمارا ملک ہندوستان دنیا کے قدیم ترین مما لک میں سے ہے۔اسکی گونا گوں خصوصیات ہی تھیں جن کے سبب کولمبس، واسکوڈی گاما، ابن بطوطہ، البیرونی، فاہیان، ہواین سانگ ودیگر سیاحوں کی توجہ اس کی جانب مبذول ہوئی اور انھوں نے اسے دیکھنے، جاننے اور سمجھنے کا قصد کیا۔ ان میں سے بہت کوتو کامیابی ملی مگر یہ الگ بات ہے کہ کولمبس کو اس کے بجائے امریکا کی کھوج کا سنہرا موقع ہاتھ آیا۔ جہاں تک عرب مما لک کا تعلق ہے، وہاں سے بھی سیاح وتاجر اس ملک میں آتے رہے۔ان مما لک میں حضور اکرم کی بعثت سے قبل اور بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔شاید یہی وجہ ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں ہی چند صحابہ کرامؓ کے سمندری راستے سے ہندوستان میں مالابار (کیرل) کی رجد حانی کوڈنگلیور ودیگر ساحلی علاقوں میں آمد کا ریکارڈ تاریخ فرشتہ ودیگر مخطوطات میں دیکھنے کوملتا ہے۔

ان مما لک کے افراد اس ملک میں آئے تو سیاحت، تجارت وتبلیغ کے نام پر مگر ان کے آنے کے بعد انکے اثرات یہاں کی معاشرت، معیشت، تعلیم، سیاست ودیگر شعبہ حیات پر بھی پڑے۔ویسے یہ الگ بات ہے کہ یہاں نوآبادیاتی نظام کی آمد کے بعد سے مذکورہ مما لک کے اس ملک سے روابط متاثر ہونا شروع ہوگئے۔ اب ایک ایسے وقت جب یک قطبی دنیا تکثیری عالمی قوت میں تبدیل ہونے کے لیے پرتول رہی ہے اور ایشیائی بلاک اس اہم وغیر معمولی تبدیلی میں اہم رول ادا کرنے جارہا ہے یہ لازمی محسوس ہوتا ہے کہ اس ایشیائی بلاک میں شامل ان تمام مسلم مما لک کے روابط وتعلقات ہندوستان جیسی اُبھرتی ہوئی اقتصادی قوت سے مزید گہرے ومستحکم ہوں کیونکہ موجودہ اکیسویں صدی میں اسی بلاک کو آئندہ کی دنیا میں اہم رول ادا کرنا ہے۔اگر یہ تیاری پورے منصوبہ بند اور منظم طور پر ہوئی تو یقیناً مستقبل کا خاکہ زیادہ مستحکم واطمینان بخش ہوگا۔

ہندوستان اور اسلام کے تعلق سے مشہور صحابی ابوسعید الخدریؓ کی المستدرک میں حکیم کی روایت کردہ واحد حدیث اس کا بین ثبوت ہے جوکہ درج ذیل ہے۔

اهدی ملك الهند الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم جرة فیها زنجبیل فاطعم اصحابه قطعة قطعة واطعمنی منها قطعة

(ہندوستان سے تشریف لائے ایک راجہ نے رسولؐ کی خدمت میں ادرک کے بنے اچار کی ایک بوتل پیش کی، رسولؐ نے صحابہؓ کے درمیان تقسیم کیا اور مجھے بھی اس کا ایک ٹکڑا کھانے کوملا۔)

ہندوستان سے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ راجہ کوڈنگلیور کے چیرمان پیرومال (تاج الدین) تھے۔ہندوستان اور مسلم مما لک کے درمیان روایتی تعلق کا یہ ثبوت ہی ہے کہ اس ہندوستانی صحابیؓ کی قبر سلالہ (سلطنت عمان) میں ہے تو یمن کے صحابی مالک بن دینار کا مزار قصر گوڈ (کیرل) میں۔نیز یمن کے اس صحابی کی کوڈنگلیور میں تعمیر کردہ مسجد جس کا نام چیرمان جمعہ مسجد ہے آج بھی

موجود ہے۔

دراصل یہ وہ تمام پس منظر ہیں جن کے تناظر میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز جیسے تھنک ٹینک نے ''اکیسویں صدی میں ہندوستان اور مسلم ممالک'' کے موضوع پر آئندہ 16-15 فروری 2013 کو بین الاقوامی کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں اندرون وبیرون ملک کے ماہرین ودانشوران مرکزی موضوع کے تحت تقریباً آدھے درجن متعلق ایشوز پر غوروخوض کرکے عملی تجاویز پیش کریں گے۔ ان ایشوز میں ایک ایشو 'ہندوستان میں اسلام: تاریخی تناظر اور کلچرل ہیریٹیج'' ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہندوستان میں اسلام تلوار کے ذریعہ بزورقوت نہیں پھیلا بلکہ مسلم ممالک کے سیاحوں، تاجروں اور مبلغین کے ذریعہ متعارف ہوا۔ سمندری راستے سے یہ پہلے ساحلی علاقوں میں آیا اور پھر ملک کے دیگر حصوں میں پھیلتا چلا گیا۔ اس نے یہاں کے کلچر، زبان وبیان، طرز زندگی، تعمیرات، مالیاتی نظام، قانون، تعلیم وثقافت اور تجارت پر اپنے اثرات ڈالے، جس کے سبب آج صورتحال یہ ہے کہ اس ملک میں ان اثرات کے بغیر مذکورہ شعبوں کا مکمل روپ میں تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا مورخین، مصنفین، ماہرین اور ادباء وشعراء سبھی نے اعتراف کیا ہے۔ دراصل یہ اثرات ہندوستان اور مسلم ممالک کے درمیان ایسے روابط ہیں جو کہ گذشتہ صدی میں نوآبادیاتی مداخلت واثرات کے سبب کمزور ہوگئے تھے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ دونوں خطوں ہندوستان اور مسلم ممالک کے درمیان پھر سے تعلقات وروابط میں مختلف سطحوں پر استحکام پیدا کرکے گرمی لائی جائے۔

دوسرا اہم ایشو دوحصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ اقتصادی ومالیاتی تعلقات ہے تو دوسرا اسلامی بینکنگ اور مالیات میں گلوبل رجحانات اور ہندوستان کی پوزیشن ہے۔ جہاں تک مسلم ممالک سے اقتصادی ومالیاتی تعلقات کا معاملہ ہے، سرکاری سطح پر تو اس میں کوئی نہ کوئی سلسلہ بحال ہے اور اس میں آزادی کے بعد بہتری ہوئی ہے مگر اس تلخ حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے کہ تاریخی پس منظر کے پیش نظر یہ تعلقات جتنے مضبوط اور مستحکم ہونے چاہئے وہ فی الوقت نہیں ہیں۔ ابھرتی ہوئی اقتصادی قوت کے طور پر ہندوستان میں مسلم ممالک کے سرمایہ کاری کے مواقع وامکانات بہت زیادہ ہیں۔ اگر اسے ٹھیک سے ایکسپلور (Explore) کیا جائے تو اس سے دونوں کو بے پناہ فائدہ ہوگا اور اکیسویں صدی میں عالمی قوتوں کے لحاظ سے یہ خطے اہم رول ادا کرپائیں گے۔ ظاہرسی بات ہے کہ آج ایک ایسے وقت جبکہ عالمی معیشت چرمرا رہی ہے اور اقتصادی بحران سبھوں کی تشویش کا باعث بنا ہوا ہے، اسلامی اقتصادی نظام کی جانب نگاہیں مبذول ہورہی ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اسلامی بینکنگ کا رواج دنیا کے مختلف ممالک بشمول یورپ وامریکا میں تیزی سے بڑھتا جارہا ہے اور مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ خود ہمارا ملک ہندوستان اس سے اچھوتا نہیں ہے گرچہ اس تعلق سے تھیوریٹیکل وپریکٹیکل طور پر ابھی بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان میں موجودہ بینکنگ قانون کے تحت بلاسودی اسلامی بینکنگ شروع کرنے کی قانونی طور پر اجازت نہیں ہے لیکن اس تعلق سے بدلتی ہوئی عالمی صورتحال اور عام لوگوں کی دلچسپی کے پیش نظر حکومت اس سلسلے میں غوروخوض کررہی ہے۔ عملی دقتیں تو ہیں لیکن امکانات بہت روشن ہیں۔

تیسرا ایشو تعلیمی تعاون کے امکانات کا ہے۔ ہندوستان اور مسلم ممالک کے درمیان اس تعلق سے سرکاری وعوامی سطحوں پر پہلے سے کچھ کام ہو بھی رہا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سلسلے کو مزید بڑھایا اور مضبوط کیا جائے۔ ہندوستانی ماہرین تعلیم

ودانشوران کی مسلم ممالک میں خدمات اس تعلق سے اہم کردار ادا کرسکتی ہیں ۔ مسلم ممالک کے طلباء پہلے سے اس ملک کی تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں ۔ لہٰذا اس سلسلے کو اور بھی زیادہ بڑھانے کی ضرورت ہے ۔ دینی وہم عصر دونوں تعلیم میں تعاون کی بھرپور گنجائش موجود ہے، جس پر تفصیل سے غور وفکر کرکے ایکشن پلان بنانے کی ضرورت ہے ۔

چوتھا ایشو خارجہ پالیسی اور ڈپلومیٹک روابط کا ہے ۔ مسلم ممالک سے روایتی روابط و تعلقات اور ان کی بڑی تعداد کے پیش نظر ہندوستان کی خارجہ پالیسی اور ڈپلومیٹک روابط کو خصوصیت واہمیت کے ساتھ از سر نو تشکیل کرنے کی ضرورت ہے ۔ اس تعلق سے سب سے پہلا مسئلہ تو اس کے قریب کے پڑوسی مسلم ممالک کا ہے جن سے بلا مبالغہ ہمارے تعلقات اتنے شیریں نہیں ہیں جتنا کہ ہونا چاہئے ۔ مسلم ممالک میں عرب ممالک کے علاوہ انڈونیشیا اور ملیشیا جیسے ممالک بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں ۔ خارجہ پالیسی میں فلسطین کے ایشو کو آزادی سے قبل بھی اہم حیثیت حاصل تھی اور آج بھی روایتی طور پر یہ سلسلہ کم وبیش برقرار ہے ۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ اس روایتی موقف پر مضبوطی سے قائم رہا جائے ۔

پانچواں ایشو مسلم ممالک میں مرکزی حیثیت کے حامل سعودی عرب کے ہندوستان سے تعلقات ہے ۔ جہاں تک سعودی عرب کا معاملہ ہے، اس کی حیثیت صرف عقیدے کے لحاظ سے ہی اہم نہیں ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ یہاں گذشتہ آدھی صدی کے اندر رفتہ رفتہ مختلف شعبوں مین زبردست مثبت تبدیلی آئی ہے ۔ دینی تعلیم ہو یا ہم عصر وتکنیکی تعلیم، خواندگی ہو یا عمومی بیداری اور تجارت ہو یا معیشت، یہ ملک ترقی کے اہم منازل طے کرتا جارہا ہے ۔ اکیسویں صدی میں جو ممالک عالمی قوت کا حصے ہوں گے ان میں اس ملک کی شمولیت ناگزیر محسوس ہوتی ہے ۔ شاہ عبد اللہ نے اپنے دورہ ہند کے دوران کہا تھا کہ ''یہ میرا دوسرا گھر ہے'' اور اسکے فوراً بعد وزیر اعظم ہند ڈاکٹر من موہن سنگھ نے بھی سعودی عرب کا دورہ کیا تھا اور مختلف جہتوں میں تعاون کے لئے معاہدے کئے تھے ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان حقائق کے پیش نظر یہ دونوں ممالک دنیا میں ڈائیلاگ کے ذریعہ عالمی امن کو بڑھانے میں اہم وغیر معمولی رول ادا کرسکتے ہیں ۔ اس پر بھی توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے ۔

ظاہر سی بات ہے کہ یک قطبی دنیا کے خاتمے کے بعد ابھرتی ہوئی اقتصادی قوت ہندوستان اور اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے مسلم ممالک کے ابھار کو موجودہ عالمی قوت پسند نہیں کرے گی اور یہ ہمارے ملک کے اندر فرقہ وارانہ وفاسشٹ قوتوں کو بھی پسند نہیں آئے گا ۔ لہٰذا ہمیں ان سبھی حالات کے پیش نظر بہت گہرائی سے تدبر وتفکر کی ضرورت ہے کیونکہ اس اہم معاملے کا تعلق کسی مخصوص مذہب وملت سے نہیں ہے بلکہ اکیسویں صدی میں ہندوستان کے استحکام اور ایک عالمی قوت کے طور پر رول ادا کرنے سے ہے ۔ یہ معاملہ ملک کے عزت ووقار اور مکمل استحکام کا ہے، اس کی عظمت وعزیمت کا ہے اور آئندہ کی عالمی قوتوں میں اسکے رول ادا کرنے کا ہے ۔

* (مصنف انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے چیئر مین ہیں)